ڈاکٹر اسماعیل سعد

اعلیٰ تعلیم کے مسائل

(پچھلے شمارے سے پیوستہ)

بنیادی طور پر اعلیٰ تعلیم کی سطح پر دو تعلیمی فرائض سے جامعاتی اداروں کو عہدہ برآ ہونا ہوتا ہے۔ ان میں مرکزی حیثیت تدریس کو حاصل ہے اور اس سے کسی قدر کم تحقیق کو۔

تدریس استاد کا بنیادی فریضہ ہے۔ موثر تدریس کے لئے تین باتیں ضروری ہیں۔ ایک تو یہ کہ استاد کو اپنے مضمون سے اچھی واقفیت ہو اور وہ تیاری کے ساتھ اپنی جماعت میں جائے۔ دوسرے اس میں باقاعدگی و سنجیدگی ہو اور اپنے فرائض کو احساسِ ذمہ داری کے ساتھ انجام دیتا ہو اور تیسرے یہ کہ اسے طلباء سے لگاؤ ہو اور اس میں اتنی لچک اور تنوع ہو کہ وہ اپنے طریقۂ تدریس میں حسبِ حال تبدیلی پیدا کر سکے۔ اتفاق کی بات یہ ہے کہ کالج یا جامعہ کی سطح پر اساتذہ کی کوئی تربیت طریقۂ تدریس میں نہیں کی جاتی۔ اس سلسلے میں اگر مختصر دورانیہ کے کچھ سیمینار یا ورکشاپ کا انتظام کیا جا سکے تو اس کے بہتر نتائج حاصل ہو سکیں گے بہر حال کیونکہ استاد کی شخصیت کا بنیادی وصف اس کی علمیت، احساسِ ذمہ داری اور طلباء کی طرف اس کا رویہ ہے اس لئے اساتذہ کا انتخاب اور تقرر پوری احتیاط اور چھان بین کے ساتھ ہونا چاہیئے اور شعبہ جاتی طور پر بھی تقرری کے بعد ان کے کام کی نگرانی کا کوئی انتظام ہونا چاہیئے۔

جامعات کا ایک اور اہم کام تحقیق ہے اور اس کیلئے اساتذہ کے حصے میں دو قسم کی ذمہ داریاں آتی ہیں۔ اول تو طلباء کو تحقیقی کاموں کے لئے تربیت بہم پہنچانا اور دوسرے خود تحقیقی کاموں کو جاری رکھنا۔ طلبہ کے لئے تحقیقی طریقۂ کار کی تربیت اس بناء پر ضروری ہے کہ آجکل جامعاتی سطح پر تعلیم کا یہ ایک ایسا پہلو ہے جس سے دامن کشی ممکن نہیں۔ تحقیق محض نئی معلومات کی تخلیق ہی نہیں کرتی بلکہ یہ زندگی پر نظر ڈالنے کے ایک علمی اور سائنسی طریقۂ کار کی ترویج بھی کرتی ہے جو اپنی جگہ تجرباتی ہوتا ہے اور جس کی بناء پر مسائل کے حل کی علمی اور عملی تدبیر اختیار کی جا سکتی ہے۔ اساتذہ کا تحقیقی کام ایسی معلومات کی افزائش سے متعلق ہوتا ہے۔ جن کا تعلق مختلف شعبہ ہائے زندگی میں عملی مسائل سے رہتا ہے۔ تحقیق کے وسیلے سے جامعات صنعتی زندگی، شہری آباد کاری، انجینئرنگ، حفظانِ صحت، زراعت اور دوسرے شعبوں میں عملی طور پر حصہ لے سکتی ہیں اور قومی ترقی کے مرحلے میں اہم خدمات انجام دے سکتی ہیں۔

اعلیٰ تعلیم کے یہ دونوں فرائض یعنی تدریس و تحقیق ایسی سہولتوں کے طالب ہیں جو ان کے لئے ایک موزوں ماحول پیدا کر سکیں۔ ان میں ایک بڑا مسئلہ کتابوں اور جرائد کی فراہمی ہے اور اس کے لئے مرکزی اور شعبہ جاتی کتب خانوں کا قیام بہت مناسب ہے لیکن یہ ایک ایسی مد ہے جس میں خاطر خواہ رقم کی ضرورت رہتی ہے اور اس کا مناسب انتظام ہونا چاہیئے۔ کتابوں کے درآمد کرنے کے سلسلے میں جو بھی ممکنہ سہولیات جامعات کو بہم پہنچائی جا سکیں ان کا تعلیمی ماحول پر خوشگوار اثر ہوگا۔

ایک اور پہلو جس کی طرف خصوصی توجہ دی جانی چاہیئے وہ ترجمہ کا کام ہے۔ اس سلسلے میں محض یہی نہیں کہ ترجمے کے کسی شعبے تک کام کو محدود کر دیا جائے بلکہ ہر استاد کے لئے یہ بات ضروری قرار دی جائے کہ وہ دو سال میں کم از کم ایک کتاب کا ترجمہ ضرور کرے۔ کتابوں کے علاوہ دوسرا مسئلہ سائنسی تجربہ گاہوں اور ساز و سامان کا ہے اور یہ مسئلہ بھی ایسا ہے جس کے لئے متنقل رقم کی ضرورت رہتی ہے۔ ان دو بنیادی ضرورتوں کے علاوہ جگہ کی فراہمی، الگ الگ کمروں کا انتظام، سیمینار روم، فرنیچر اور دوسرے لوازمات کے مناسب انتظام کا ہے۔ طلباء کے نقطۂ نگاہ سے فوٹو کاپی اور ٹائپنگ بھی ضروری تدریسی اعانتوں میں شامل ہو چکے ہیں۔

امتحانات

معیارِ تعلیم کا ایک اہم پہلو امتحانات کا نظام ہے۔ امتحانات کے بغیر آموزش کی تحصیل کی پیمائش ممکن نہیں اور اس طرح تدریس کی کارگزاری کا پتہ نہ تو طالب علم کے حوالے سے چل سکتا ہے اور نہ استاد کے۔ اسی طرح اگلی منازل پر طلباء کی رہنمائی بھی ممکن نہیں رہتی لیکن امتحانات تدریس کی پیمائش تو ضرور کرتے ہیں لیکن بجائے خود تدریس نہیں ہوتے۔ ہمارے نظامِ تعلیم میں امتحانات کو جو غیر معمولی فوقیت حاصل رہی ہے اس نے امتحانات کو تدریس کی جگہ دے دی ہے اور جائز یا ناجائز کسی بھی طریقۂ کار کے استعمال سے امتحان میں کامیابی حاصل کر لینا اس بات کی

کہ انتظامیہ کا مقصد ان کی مدد اور رہنمائی ہے لیکن اس قسم کے رشتے کو قائم رکھنا کئی وجوہ کی بنا پر دشوار ہوتا ہے۔ کچھ تو ان تنازعات کی بنا پر جو اساتذہ اور انتظامیہ کے درمیان رہتے ہیں، کچھ اس بنا پر کہ خود انتظامیہ مختلف چھوٹے گروہوں میں بٹی رہتی ہے اور آپس میں اختلافات کچھ اس طرح رہتے ہیں کہ کسی بھی فیصلے کا دل جمعی کے ساتھ نفاذ ممکن نہیں رہتا۔

طلبہ کے مطالبات کی فہرست بہت طویل ہوتی ہے۔ ان میں بعض جائز ہوتے ہیں اور ان کی طرف مناسب اور بروقت توجہ انتظامیہ کے اہم فرائض میں شامل ہے۔ مثال کے طور پر ایک بڑا مسئلہ ذرائع آمد و رفت کا ہے۔ جامعات بالعموم شہر سے باہر ہوتی ہیں اور ان تک پہنچنا طلباء کے لئے ایک مسلسل مصیبت ہوتی ہے۔ مالی لحاظ سے کسی بھی جامعہ کے لئے اس کی پوری ذمہ داری قبول کرنا مشکل ہے لیکن اپنے جزوی انتظام کے ساتھ ساتھ شہری انتظامیہ سے مناسب اشتراک کے تحت اس مسئلے کو مناسب حد تک قابو میں لایا جا سکتا ہے۔ اس مسئلے پر یہ سمجھ کر توجہ دینی چاہیئے کہ یہ بسا اوقات ایکا ایکی اشتعال کا سبب بن سکتا ہے۔

مسائل کے علاوہ طلباء کی بعض جائز ضروریات ہیں جن میں تدریس کے ساتھ ان کی توجہ اور قوت کو صرف ہونا چاہیئے مثلاً کھیل اور غیر نصابی مشاغل۔ طلباء کی یہ مصروفیتیں محض ان کی جسمانی اور ذہنی نشوونما اور صحت کے لئے ہی ضروری نہیں بلکہ یہ ضروریات کسی نہ کسی حد تک ان کی تخریبی اور ناپسندیدہ مشاغل کی طرف منعطف ہونے والی توجہ اور قوت کو بھی دھیما اور کم کرتی ہیں۔ کھیلوں، جلسوں، مباحثوں، تقریبات، اشاعتی سرگرمیوں میں وقت صرف کرنے کی بنا پر طالب علم اپنے ادارے سے ایک قسم کی وابستگی پیدا کر لیتے ہیں اور ان میں کسی نہ کسی حد تک ادارے کا درد بھی پیدا ہو جاتا ہے۔

جائز ضروریات سے قطع نظر طلباء کے بیشتر مطالبات ایسے ہوتے ہیں جن کا تسلیم کرنا مجموعی نظم و ضبط کو متاثر کر سکتا ہے۔ اکثر چھوٹی موٹی یا انفرادی مراعات کا تقاضا ہوتا ہے جن کو ماننے کا مطلب آئندہ کے لئے اسی قسم کے مطالبات میں تسلسل پیدا کرنا ہے۔ انتظامیہ ان کو ماننے میں پس و پیش کرتی ہے لیکن دباؤ اس قدر شدید ہوتا ہے کہ کسی ایک فیصلہ کرنے والے کے لئے اس کی مزاحمت کرنا ممکن نہیں رہتا۔

مالیات کی تنگی اکثر اس صورت حال کو اور زیادہ دشوار بنا دیتی ہے اور انتظامیہ پر پوری فراخدلی سے جانب داری اور دھاندلی کے الزامات لگتے ہیں۔ اس الزام کی زد میں انتہائی غیر جانب دار فیصلہ کرنے والا بھی رہتا ہے اس لئے کہ طلبہ یا اساتذہ انفرادی حیثیت سے یا اپنی گروہی حیثیت سے خود جانب دار نہیں رہتے اور غیر جانب داری کیونکہ ان کے حق میں نہیں ہوتی اس لئے فیصلہ کرنے والا ان کو جانب دار نظر آتا ہے۔ ایسی صورت میں اگر انتظامیہ یا انتظامیہ کا کارکن واقعی جانب داری سے کام لے تو ادارے میں گروہ بندی انتہائی واضح ہو جاتی ہے اور یوں تو یہ صورتحال ادارے کے تمام افراد کے اطمینان کا باعث نہیں بن سکتی لیکن اگر جانب داری آبادی کی اکثریت کے حق میں ہے تو کام بہر طور چلتا رہتا ہے۔

انتظامیہ اور طلبہ کے ربط ضبط میں ایک تو یہ چیز ضروری ہے کہ بیجا پابندیاں نہ ہوں اور قواعد و ضوابط اور دفتری لال فیتے میں کمی ہو۔ جو اصول و قوانین وضع کئے جائیں ان پر سختی سے عملدرآمد کی کوشش کی جائے اور اس میں دباؤ کا مقابلہ کیا جائے۔ فیصلے بار بار نہ بدلے جائیں اور مسائل کو حل کرنے کے سلسلے میں انداز مشفقانہ اور ہمدردانہ ہونا چاہیئے۔

خود فیصلے کرنے کے سلسلے میں عدم مرکزیت ہونا چاہیئے یعنی زیادہ سے زیادہ صلاح و مشورے کا اہتمام رہنا چاہیئے تاکہ کسی فیصلے کی ذمہ داری فرد کے بجائے اجتماعی طور پر محسوس کی جائے۔ انتظامیہ پر بیجا دباؤ کی مزاحمت

علامہ اقبال کا پیام

راحتِ جاں طلبی؟ راحتِ جاں چیزی نیست
در غمِ ہم نفساں اشکِ رواں چیزی ہست

ترجمہ و تشریح:

تم اپنے جان و دل کے لئے راحت کے طلب گار ہو؟ یہ راحت صرف اس طرح حاصل ہو سکتی ہے کہ دوسروں کے دکھ درد کا احساس کرتے ہوئے تمہاری آنکھوں سے آنسو بہنے لگیں۔